Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

ناولٹ

میرے چارہ گر

عالیہ حرا

"تو تمہیں اس رشتے پر بھی اعتراض ہے سندس......؟" لاؤنج میں آکر وہ صوفے پر اس کے سامنے بیٹھی اور مطلب کی بات کی۔

"ہاں ارم......" سندس نے اطمینان سے میگزین کی ورق گردانی کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں......؟" ارم نے تیکھے ابرو سے اسے دیکھا۔

"وہی...... جواب...... مستقل مزاجی والا۔"

"کیا......؟" ارم نے لفظوں کو چبا ڈالا۔

"میں ایک اچھی بہو، ایک اچھی بیوی نہیں بن سکتی۔"

"جب بہو اور بیوی کا رتبہ ملتا ہے تو خود بخود برتنا بھی آجاتا ہے۔ تم قبل از وقت کی قیاس آرائیاں بند کرو اور سیدھی طرح سے ہاں کہو۔"

"زبردستی ہے کیا......؟" اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا۔

"ہاں...... پھوپی جان بھی چاہ رہی ہیں کہ تمہاری شادی ہو جائے۔ وہ جلد ہی تمہاری شادی کے فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہتی ہیں، تمہیں ان کی طبیعت، ان کی حالت کا علم تو ہے۔"

"ہاں!" سندس نے میگزین کے آخری صفحے پر نگاہ ڈال کر بند کر دیا۔

"میں بھی سوچ رہی ہوں کہ پھپھو کو اپنی ذمے داریوں سے فارغ ہی کر دوں۔"

"سچ!" ارم کا چہرہ کھل اٹھا۔ "پھر تم شادی پر راضی ہو؟"

"میں نے یہ کب کہا......؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"پھر......!" ارم کے چہرے پر کھلی مسرت کی کلیاں مرجھانے لگیں۔

"پھر یہ کہ پھپھو کا معاشی بوجھ کم ہو گا تو مجھے جاب کر لینی چاہیے اور کہیں ہاسٹل میں شفٹ ہو جانا چاہیے۔"

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے...... پھپھو کو وقت سے پہلے کرنا ہے کیا؟"

سندس اس کی شکل دیکھنے لگی۔

"ایک اچھا شخص تمہارا منتظر ہے، زیادہ بڑی فیملی بھی نہیں ہے، میرے خیال میں تمہارے لیے ایک بہترین گھر ہو گا۔"

"مگر میں ایک بہترین گھر کی بنیاد نہیں رکھ سکتی، میری بنیادیں بہت کمزور ہیں ارم......" اس نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔ "اور شادی میری ضرورت ہے نہ وہ اہم ہے میرے لیے۔"

"ایک لڑکی کے لیے ہر حال میں شادی ضروری ہے سندس، مرد کا ساتھ اسے مضبوط اور مربوط بنا دیتا ہے۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ محبت اِک نکھار پیدا کر دیتی ہے۔ اب تم ماضی میں نہیں حال میں جیو۔"

"ہونہہ......" سندس تلخی سے ہنس دی۔ "میرا ماضی ہی تو میرا مستقبل ہے، ارم تم کیا جانو میں کس طرح جیتی ہوں۔"

"پھپھو کو اور دکھ مت دو سندس...... ہاں کہہ دو۔" ارم نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔"

"مگر یہ اپنے اماں، ابا کو لیے بیٹھی ہے اسے کیا معلوم کہ ہم اس کے لیے کیا سوچتے ہیں؟" لاٹھی کے سہارے چلتی پھپھو اندر آگئیں تو وہ دونوں چونک گئیں۔ ان کی سانس پھول رہی تھی۔ شاید ان کی سانس کی تکلیف بڑھ رہی تھی انہیں ان ہیلر کی ضرورت تھی۔

"پھپھو آپ ٹھیک ہیں، میں لاؤں پف؟" سندس بے چین ہوئی۔

"پھپھو دوا لی......؟" ارم بھی اٹھ گئی۔

"ہاں، میں نے لے لی ہے۔ بس یہاں تک آنے میں یہ حال ہو گیا۔" انہوں نے گہری سانس لی۔

"پھپھو ہمیں بلوا لیتیں ناں......" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"میں نے یہاں آکر برا کیا...... کیا؟" انہیں برا لگ گیا۔

"نہ نہیں...... تو پھپھو......" دونوں گڑبڑا گئیں۔ راحت جہاں ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

"میں نے سوچا کہ میں خود جا کر ہی بی بی رانو کی مرضی پوچھ لوں۔" سندس نے سر جھکا لیا۔ ایک ناخن سے دوسرا ناخن کترنے لگی۔

"مجھے یہ رشتہ بہت پسند آیا ہے، ریحان سلجھا ہوا لڑکا ہے، کم لوگ ہیں، ماں، باپ زیادہ تر دوسرے بچوں کے ساتھ رہتے ہیں، کینیڈا، امریکا، جرمنی......"

سندس کا دل ہتھیلیوں سے کوئی مسلنے لگا۔

"تمہارے لیے ایسا گھر ہی مناسب رہے گا۔" دل پر اوس کی بوندیں گرنے لگیں۔

"تیری طبیعت ایسی ضدی ہے کہ خاندان

"میرا درد نہ جانے کوئی......" دل میں آکاس بیل پر اوس کی بوندیں گرنے لگیں۔ اسے اب فیصلہ کرنا تھا۔ مگر شادی کے نام پر اسے جھر جھری سی آجاتی تھی۔ اپنے ماں، باپ کا ٹوٹا ہوا رشتہ اس کے فیصلے کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھا۔ والدین کے رشتے کی ناکامی نے اسے عدم تحفظ کا شکار کر دیا تھا۔ اس کے اندر خوف، دہشت، اندیشے، محرومی براجمان تھے۔ سندس کی زندگی میں شادی کی گنجائش تھی نہ اہمیت...... مرد ذات پر اعتماد تھا نہ اس نام کا تحفظ...... وہ نہیں چاہتی تھی کہ اپنی ماں جیسی زندگی گزارے...... اور اس کی آنے والی نسل اس جیسی زندگی گزارے...... اپنی زندگی کو محرومیوں سے بچانے کے لیے یہ بہت ضروری تھا۔ اور یہ جب ممکن ہوتا جب وہ شادی ہی نہ کرتی۔ اس نے اپنی زندگی میں کوئی آئیڈیل نہیں بنایا۔ اس کی زندگی میں کوئی مرد نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس نے اس کی گنجائش ہی نہیں رکھی تھی۔

اس کی طبیعت میں ایک تلخی تھی، نیچر میں خود سری، لہجے میں تناؤ، پیشانی پر تیکھی لکیریں، لباس اس کا ہمیشہ کاؤ بوائے جیسے ہوتا۔ جینز، کُرتہ، گلے میں اسکارف یا مفلر...... اس کی دوستیاں بھی لڑکوں سے تھیں۔ کھیل بھی لڑکوں والے تھے۔ خود کو آئیڈیل بنانے والے ہر لڑکے کا مذاق اڑایا تھا۔

خاندان میں کسی لڑکے کو اس سوچ کے قابل نہیں چھوڑا تھا کہ وہ اس سے شادی کرتا یا ان کی مائیں اس سے رشتہ جوڑتیں۔

راحت جہاں نے اس کے لیے باہر رشتے دیکھنا شروع کر دیے تھے۔ جنہیں وہ بڑی خوب صورتی سے ریجیکٹ کر رہی تھی۔ لیکن اس آخری آنے والے رشتے کی مستقل مزاجی نے اسے بھی ہرا دیا تھا۔

یہ رشتہ اس کے لیے تیسری بار آیا تھا۔ موصوف اور موصوف کی والدہ صاحبہ کو اس میں جانے کیا نظر آیا تھا کہ دہلیز ہی پکڑ لی تھی اور پھپو کے انداز سے لگتا تھا کہ وہ ہر صورت یہ رشتہ کروا کر ہی رہیں گی۔ حالانکہ اس میں کوئی تجھے بہو بنانے کو تیار نہیں۔ کسی لڑکے میں ہمت نہیں کہ تجھے گھاس ڈالے۔ حالانکہ میری کتنی مرضی تھی کہ تو آیان کی دلہن بنے، تجھے بلقیس جہاں اپنی بہو بنالے۔" بات کرتے، کرتے وہ رکیں۔ سندس وہیں فرش پر دو زانو بیٹھ گئی۔

"مگر تیری زبان، ہڈ دھرمی، مرد مار طبیعت نے تجھے کہیں کا نہیں رکھا...... میرے بھروسے پر اب مت رہ...... میں آج مری کل دوسرا دن۔"

"اللہ نہ کرے پھپو......" سندس نے دہل کر ان کا ہاتھ پکڑا اور چوم لیا۔ "میری عمر بھی آپ کو لگ جائے...... اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔" اس نے ان کے گھٹنوں پر سر رکھ لیا۔

"موت برحق ہے سندس...... مرنا سب نے ہے۔"

ارم محبت سے پھپو کے بال سنوارنے لگی۔

"ارم کھڑکیاں کھول بچے، تازہ ہوا اندر آئے۔"

"جی پھپو......" ارم اٹھ گئی۔

راحت جہاں دھیرے، دھیرے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"اب یا بعد میں یا وقت گزرنے کے بعد ہونا یہی ہے۔ شادی بھی موت کی طرح برحق ہے، تمہیں اپنی عادتیں بدلنا ہوں گی۔"

"پھپو......!" سندس نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"کیوں، یہ فیصلہ بہت ضروری ہے کیا؟"

"ہاں بہت ضروری میری زندگی کے لیے تاکہ میں آرام سے مر سکوں، بیٹی بنا کر لائی تھی جب تو چھ سال کی تھی۔ اور تیرا باپ تجھے چھوڑ گیا تھا اور طلاق کے بعد تیری ماں فردوس نے دوسری شادی کر لی تھی۔" پھپو نے ایک دفعہ پھر اسے ماضی یاد دلایا۔

"تیری شادی بھی مجھے ہی کرنی ہے۔"

"میں بھی یہی بات اسے سمجھا رہی ہوں مگر یہ ہے کہ مان کر ہی نہیں دے رہی۔" ارم نے پلٹ کر کہا۔

سندس نے پھپو کی گود میں منہ چھپا لیا۔

"مائی نی میں کنوں آکھاں......" آنکھ بھر آئی۔

میں گھر بسانے کی صلاحیت نہیں تھی۔ اس کے اندر لڑکیوں والے طور طریقے نہیں تھے۔ ان صلاحیتوں کو اس نے اجاگر ہی نہیں کیا تھا جو اسے گھریلو وصف اختیار کرنے دیتیں۔ خاندان والے یہ سب جانتے تھے۔

راحت جہاں کو یہ رشتہ دل و جان سے پسند تھا اور اسے بھی کوئی فیصلہ کرنا تھا۔ ہاسٹل کی زندگی اسے کوئی بھی گزارنے نہیں دیتا۔ رات گئے تک سندس جاگتی رہی، اس کا انکار انہیں ہرٹ کرتا...... ارم کا سمجھانا بیکار تھا۔ اس نے ''ریحان'' سے مل کر انکار کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچے گی۔

☆☆☆

اس نے ریحان کو اپنے انسٹی ٹیوٹ میں ہی بلوالیا تھا۔ جہاں وہ وقتی طور پر ٹیچنگ کر رہی تھی...... اب وہ درخت سے ٹیک لگائے ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے اس تناؤ سے چہرے والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

''میرے خیال میں ہم پوائنٹ کی بات کرلیں۔ میں آپ کے ساتھ شادی نہیں کرسکتی...... آپ انکار کردیں، میری زندگی آسان ہوجائے گی۔'' اپنی بات کہہ کر وہ اسے دیکھنے لگی۔

''کیوں! آپ کسی کو پسند کرتی ہیں کیا؟'' ریحان اسے اسی انداز میں دیکھتا رہا۔

''نہیں......!''

''پھر......؟''

''میری دو منگنیاں اور ایک نکاح ٹوٹ چکا ہے، ہر جگہ میرے اسکینڈل ہیں، میں ایک اچھی لڑکی نہیں ہوں، بہتر یہ ہے کہ......''

''بہتر یہ ہے کہ دو برے لوگ مل جائیں، میں بھی اچھائی کا دعویٰ نہیں کرتا، کینیڈا، جرمنی میں اکیلا رہا ہوں، میری بھی شہرت اور کردار خاص اچھے نہیں ہیں، میں بھی امی کی وجہ سے شادی کر رہا ہوں تاکہ شادی شدہ کہلاؤں اور اپنی مرضی سے زندگی گزاروں۔''

اپنی مسکراہٹ کا گلا گھونٹ کر ریحان آفندی اپنی کہہ کر دوسری جانب دیکھنے لگا...... سندس منہ کھولے حق دق اسے دیکھ رہی تھی بازی ہی پلٹ گئی تھی۔

''اور تمہیں بھی شوہر کے نام پر تحفظ چاہیے......''

''مجھے کسی تحفظ کی ضرورت نہیں ہے۔'' تناؤ بھرے لہجے میں کہا۔

''اور مجھے بھی بیوی کی خاص ضرورت نہیں ہے۔''

''پھر......؟''

''پھر یہ کہ شادی ہونے دو...... تمہاری پھپھو اور میری والدہ کے سر سے یہ بوجھ اتر جائے گا۔'' اِک اور آکاس بیل وجود میں سر اٹھانے لگی۔ اور اس نے سر جھکالیا۔

ہاں یہ بھی اِک راہ ٹھیک تھی، نہ فیملی بنتی، نہ فیملی بڑھتی، الگ، الگ سمتوں کے مسافر الگ ہی رہتے ہیں...... پھپھو کا بھی مسئلہ حل ہوجاتا...... وجود کی بیل پر ارغوانی زرد پھولوں کی کونپلیں پھوٹنے لگیں۔

''اچھے کی خواہش تو کی ہی نہیں تھی......تو...تو پھر دل کیوں اداس ہوگیا۔'' اس نے خود سے ہی سوال کیا۔ رات گئے وہ جاگتی رہی...... صبح اس نے پھپھو کو ہاں میں جواب دے دیا تھا۔

پھپھو کے کندھوں کا بوجھ اتر گیا، ان کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔

''دیکھنا تم کتنا خوش رہوگی۔'' ارم نے اسے خوشی سے گھماڈالا۔

''ہوں......'' اِک زرد سی مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا احاطہ کرلیا۔

اس کی شادی کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ اس کے اندر جذبے تو تھے ہی نہیں۔ وہ تو بس اپنی مصروفیات میں مصروف رہتی تھی کسی چیز سے دلچسپی نہیں تھی۔

اس کی امی نے اس کی شادی کے لیے ایک بڑی رقم کا چیک بھیجا...... سندس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ بھلا رقم ماں کی محبت کا بدل ہوسکتی ہے۔ وہ کمی، وہ گھاؤ بھر سکتی ہے۔ وہ کتنی کمزور تھی اندر سے، اس کا قصوروار کون تھا۔ بظاہر اس نے خود پر اخروٹ ایسا خول چڑھا رکھا تھا۔

اس کی شادی پر بابا خود آئے رسم ادا کرنے باپ بن کر رخصت کیا...... کاش، کاش......! یہ محبت، یہ خیال اس وقت رکھ لیتے جب اس کی ضرورت تھی۔ اب......اب......اس کی نیچر میں بے اعتنائی آ گئی تھی، اس کے اندر محبت کی نمو نہیں ہو سکی تھی۔ مرد اس کے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔ ہر مرد اس کے باپ جیسا تھا۔ خود غرض، خود پسند، بے مروت، بدلحاظ اور اپنے لیے جینے والا۔

ریحان اس کی دوسری مثال تھا......اور اس کی زندگی......خالی نظروں سے باپ کی امڈ آنے والی محبت دیکھتی رہی۔ اِک آنسو آنکھ سے نہ نکلا...... ماں، باپ کی محبت میں بہت رو چکی تھی اب صبر آ چکا تھا، صبر بھی قیامت کا......

رخصت ہو کر ریحان کے گھر آ گئی۔ انکل، آنٹی سب نے اس کا بہت اچھا استقبال کیا۔ ان کے انداز سے محبت عیاں تھی اور محبت......محبت اس کے اندر مر گئی تھی۔ محبت اس کی زندگی میں آئی ہی نہیں تھی۔ اس کا بیڈ روم بے حد خوب صورت سجا ہوا تھا۔ ہوسکتا ہے یہ کمرا، انکل، آنٹی کے جذبے...... گلاب کے پھولوں کی مہک، موتیا کے گجرے، اس کا یہ روپ......اس کے دل کی سنگلاخ زمین پر کچھ نمو کر دیتا مگر......سب بیڈ روم سے چلے گئے، سناٹا سا ہر سو پھیلتا جا رہا تھا۔ گہری سانس لے کر وہ بیڈ سے اتری۔

انتظار کس کا تھا، امید کس سے تھی ڈریسنگ کے قد آور آئینے کے آگے رک گئی۔ اتنا سجا سنورا روپ یہ ہار سنگار، چوڑیاں، مہندی، گجرے، یہ سندس تھی۔ ذرا سا آگے ہوئی انگلیوں سے شیشے کی سطح کو چھوا۔ پائل، چوڑیوں کا جلترنگ بجا۔ خود کو آئینے میں دم بخود دیکھتی رہی۔

''اتنا روپ آیا ہے میری بچی پر۔'' پھپھو کی آواز سنائی دی۔

''ہائے سندس، ریحان تو گیا، ناز ہوگا اسے اپنی خوش نصیبی پر۔'' اس کی آنکھ بھر آئی۔

''خوش نصیبی؟'' آئینے کے آگے سے ہٹی...... گھڑیال میں ساڑھے تین بج رہے تھے۔ بعض حقیقتیں ایسی بھی ہوتی ہیں...... دریچے کے آگے ٹھہری، مسحور کن ہوا نے چھو لیا۔ چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ چھوٹے سے ٹیرس پر چاندنی پھیلی تھی......اِک راکنگ چیئر اور ٹیبل پر رکھی تھی۔ چند اخبار اور پانی کا گلاس......جانے کون، کون اس کی طرح تنہا، اداس اور اکیلا ہوگا۔ ڈریسنگ روم کی جانب اندازے سے بڑھی۔ تبھی بڑی عجلت بھرے انداز سے وہ دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ ٹھٹک کر پردہ تھامے، وہیں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔

''اوہو......مجھے دیر ہو گئی......دراصل دوستوں کی وجہ سے۔'' اس کے قریب آ کر ٹھہرا۔ ''واؤ...... بیوٹی فل......مشرق کی یہ ہی بیوٹی تو مجھے پسند ہے۔ سندرتا۔'' دھیرے سے رخسار چھوا۔

''یہ آپ کا گفٹ......'' اِک ڈبیا اس کی جانب بڑھائی جو اس نے دھیرے سے تھام لی۔

''مجھے یقین ہے ہم دوستوں کی طرح نئی زندگی کا آغاز کر سکتے ہیں تاکہ کسی کو ہمارے تعلق پر شک بھی نہ ہو۔ یہ سب لوگ جلد ہی چلے جائیں گے۔'' ریحان نے اسے نظروں کے حصار میں رکھا ہوا تھا۔ سندس کی پلکیں جھک گئیں۔

''میں بھی بہت تھک گیا ہوں، چینج کر لیں آپ بھی......'' وہ مڑ کر بیڈ کی جانب بڑھ گیا۔ وہ بھی پیچھے پلٹ گئی۔ اپنے، اپنے رستے پر دور تک اداسی اور بے کیف سی کیفیت تھی، وہ چینج کر کے باہر نکلی تو جہازی سائز بیڈ پر پھولوں کے درمیان تکیہ منہ پر رکھے وہ بے خبر سو رہا تھا۔

دھیرے سے وہ صوفے پر ٹک گئی۔ وہ وعدہ نبھا رہا تھا۔ اسے یقین آ گیا......مرد صرف اپنے لیے جیتا ہے، اس کے ابا کی طرح، سارے جذبے اپنی غرض کے لیے ہوتے ہیں۔ پھر کیسا گلہ......کیسی شکایت یہ سب تو طے تھا ناں......دھیرے سے سر صوفے کی پشت سے ٹکا لیا......جانے بار، بار آنکھیں کیوں بھیگ رہی تھیں۔